افشائے راز اہل جنوں مصلحت نہیں
پھرتا ہوں دھجیوں کو گریبان کیے ہوئے

فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی کی
کتاب انوار الرشید میں روح کو مجروح کرنے والے صد درجہ

زہریلے تیر

از

عبد الغفور صاحب مدظلہ العالی
مہتمم مدرسہ تحفیظ القرآن والعلوم الشرعیہ عید گاہ صادق آباد

مرتبہ

نذیر الحق دشتی النقشبندی
مہتمم مدرسہ عربیہ احسن العلوم (رجسٹرڈ) نذیر آباد کجارازی تحصیل روجھان

قریبی ڈاکخانہ
بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

① دیوبندیوں کا اقرار کہ مفتی رشید نے گستاخی کی ہے ص 7

② دیوبندی ایک دوسرے کو کافر و مرتد کہتے ہیں ص 7

③ رشید والا گندا خواب ص 11

بسم اللہ الرحمن الرحیم

افشائے راز اہل جنوں مصلحت نہیں
پھرتا ہوں دھجیوں کو گریبان کیے ہوئے

فقیہہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی کی
کتاب انوار الرشید میں روح کو مجروح کرنے والے حد درجہ

زہریلے تیر

از

[illegible] عبدالغفور صاحب مدظلہ العالی

مہتمم مدرسہ تحفیظ القرآن والعلوم الشرعیہ عیدگاہ صادق آباد

مرتبہ

نذیر الحق دشتی النقشبندی

مہتمم مدرسہ عربیہ [illegible] العلوم نذیر آباد کچہ رازی تحصیل روجھان

قریبی ڈاکخانہ

بھونگ تحصیل صادق آباد ضلع رحیم یار خان

آگے جانے سے پہلے پڑھیے......!

عرضِ حال

حضرت مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی ناظم آباد کراچی والے کی کتاب "انوار الرشید" ایک دوست نے مجھے عنایت فرمائی۔ جب میں نے اس کا مطالعہ کیا تو اس میں حد درجہ قابل اعتراض باتیں نکل آئیں۔ خیر میں نے ان باتوں کو مفتی صاحب کا ذاتی معاملہ جان کر پس پشت ڈال دیا اور کتاب سنبھال کر اپنی لائبریری میں رکھ چھوڑی۔ کافی عرصہ کے بعد ایک بریلوی عالم دین کو میرے ساتھ بحث و مباحثہ کرانے کے لئے لے آئے۔ اس نے دیوبندی بزرگوں کی کتابوں پر مختلف قسم کے اعتراضات کئے میں نہایت اطمینان اور حد درجہ اخلاق و محبت سے اس کے اعتراضات کے جوابات دیتا رہا۔ پھر اس نے اپنی کتابوں کی گٹھڑی سے مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب ناصواب "انوار الرشید" نکالی۔ اس سے ایک اعتراض کیا تو میں نے کہا کہ اس کتاب سے آپ اپنے تمام اعتراضات ایک ہی بار کردیں۔ میں ان کے جوابات یک مشت دوں گا۔ مجھے یہ دیکھنا تھا کہ وہ اس نامعقول کتاب سے کیا کیا اعتراضات کرتا ہے۔ جب وہ تمام اعتراضات کرچکا جو ہمارے اس رسالہ زہریلے تیر میں ہیں تو اس کے اعتراضات کو سنتے ہی مفتی صاحب سے میرا عقیدہ یکدم اٹھ گیا کہ اس قسم کی بیہودہ باتیں کرنے والا کسی صورت میں بھی ہمارا بزرگ و مقتداء نہیں ہوسکتا۔

میں نے اس مولانا صاحب کے تمام اعتراضات کو ٹھکراتے ہوئے کہا کہ جس مفتی صاحب کی کتاب تم مجھے دکھا رہے ہو وہ ہمارا بزرگ و مقتداء نہیں اور نہ اس کی یہ نابکار کتاب ہمارے لئے قابلِ حجت بھی ہے۔ اس سے تمام دیوبندیوں پر اعتراض نہیں اٹھ سکتا۔ اس نے کتاب اکابر علمائے دیوبند' نکال کر کہا کہ دیکھو یہ تمہاری کتاب ہے۔ اس میں مفتی صاحب کا نام اکابرینِ دیوبندیہ میں لکھا ہے۔ میں نے کہا کہ لکھا ہوگا۔ لکھنے سے کچھ فرق نہیں پڑسکتا۔ اس کتاب کا لکھنے والا خود ہمارے لئے قابلِ احتجو شخصیت نہیں۔ تو اس کی یہ کتاب ہمارے لئے کیسے قابل احتجو ہوسکتی ہے۔ یہ بھی کوئی مفتی صاحب کا خوشامدی شاگرد اور مرید و معتقد ہی ہوگا۔ جس نے کسی سے پوچھے بغیر خواہ مخواہ اپنی طرف سے مفتی رشید احمد صاحب کو اکابرینِ دیوبندیہ میں شامل کردیا ہے۔ اکابرین میں اسی کو شامل کیا جاتا ہے جس

کو متفقہ طور پر تمام علمائے معتبرین تسلیم کرلیں اور اسے جماعت کا مقتداء مان لیں مگر یہاں پر یہ بات نہیں۔ ایک یا چند آدمیوں کے تسلیم کرلینے سے کوئی شخص اکابر نہیں بن سکتا۔ یہاں پر جو قصور ہے وہ صرف اور صرف مفتی رشید احمد صاحب ہی کا ہے۔ تمام دیوبندیوں کا کوئی قصور نہیں۔ نہ انہوں نے ان کو اس قسم کی بیہودہ باتوں کے لکھنے کو کہا ہے۔ مفتی صاحب کی غلط باتوں کی وجہ سے تمام دیوبندیوں کو مجرم ٹھہرانا عدل و انصاف کے تقاضوں کے سراسر خلاف ہے۔ اس بارے میں صرف مفتی صاحب کو مجرم ٹھہرایا جاسکتا ہے کہ کَلَّا لَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِزْرَ اُخْرٰی۔ ان باتوں کی وجہ سے دیوبندی حضرات خود مفتی صاحب کے خلاف ہیں۔

اسی طرح وقتی طور پر میں نے گزارہ کرکے اپنے آپ کو بھی شکست سے بچالیا اور اپنی جماعت کو بھی سربلند کردیا۔ مگر اس بحث و مباحثہ کے بعد میری آنکھیں کھل گئیں۔ میں نے جان لیا کہ اگر یہ نامعقول کتاب "انوار الرشید" اسی طرح باقی رہی تو قیامت تک کیلئے دیوبندی حضرات گستاخِ رسول ٹھہرائے جائیں گے اور ان کے مخالفین بھی ہمیشہ اس راہ سے ان پر حملہ آور ہوتے رہیں گے۔ اس کتاب میں ایسی ہولناک اور خطرناک باتیں ہیں اگر ان کو ایٹم بم بھی کہا جائے تو بیجانہ ہوگا۔ کیونکہ اگر کوئی مخالف ان کو اعتراضاً پیش کرے۔ تو نہ ان کا کوئی شافی جواب ہے اور نہ ان کی کسی قسم کی کوئی تسلی بخش تاویل بھی ہوسکتی ہے۔ مخالفین سے ہروقت ہمارا واسطہ پڑتا ہے۔ عام قسم کے بے خبر شوریدہ سر ملاؤں اور رٹے رٹائے دیوبندی کہلانے والے بیچاروں کو کیا پتہ وہ نہ تو کسی کے اعتراض کے جواب دینے کے قابل اور نہ کسی پر اعتراضاً سوال کرنے کے لائق۔ ہر طرح سے ڈوڈی پھال (نکمے) ان میں مخالفین کا سامنا کرنے کی تاب کہاں۔ بس وہ صرف دیوبندی کہلانے اور خالی ڈینگیں ہانکنے کے شیر ہیں۔

میں نے اوپر والا تمام قصہ اُستاذِ محترم حضرت مولانا عبدالغفور صاحب مدظلہٗ کو جاکر سنایا تو وہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان کے خلاف مفتی رشید احمد صاحب کی حد درجہ توہین آمیز باتیں جو انہوں نے اپنی کتاب ناصواب "انوار الرشید" میں لکھی ہیں سن کر حد درجہ حیران اور پریشان ہوگئے اور نہایت غمگین ہوکر فرمایا کہ بیٹے بس جلدی کرو۔ پیارے

محبوب حضرت محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور دیوبندی بزرگوں کی عزت کی حفاظت کے لئے تیار ہو جاؤ۔ مفتی صاحب نے اچھا نہیں کیا۔ اگر تم نے سستی کی تو اس کا نتیجہ تمام دیوبندیوں کے لئے بہت خراب نکلے گا۔ کرے کوئی بھرے کوئی کے مصداق قیامت تک دیوبندی حضرات مخالفین کی تنقید کا نشانہ بنتے رہیں گے۔ پھر پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر خاموش رہنا مومن مسلمان کا کام بھی نہیں۔ چاہے توہین کرنے والا کوئی بھی ہو۔ اپنا ہو یا غیر ہو۔

ہم نے مفتی صاحب کے شاگردوں کو مفتی صاحب کی کتاب "انوار الرشید" کی ہولناک غلطیوں سے آگاہ کیا۔ ہمارا خیال تھا کہ ہماری باتیں یہ لوگ مفتی صاحب تک پہنچاویں گے اور وہ کچھ تدارک کریں گے مگر بار بار یاد دلانے پر بھی انہوں نے کچھ نوٹس نہ لیا۔ تو ہم نے مفتی صاحب کو متنبہ کرنے اور مخالفین کو مفتی صاحب کی کتاب سے بیزاری دکھانے کے لئے "زہریلے تیر" کے نام سے رسالہ چھپوا کر نشر کر دیا اور یہ رسالہ مفتی صاحب کے پاس بھی بھیج دیا مگر اس سے مفتی صاحب کے کانوں پر جوں تک نہ رینگی۔ ہمارا خیال تھا کہ مفتی صاحب اپنی عادتِ شریفہ کے مطابق اپنی نہایت ہولناک اور حد درجہ خطرناک غلطیوں کو مان کر فوراً ان کی تردید کر دیں گے۔ ہمارا دل بھی مطمئن ہو جائے گا۔ اور دیوبندی حضرات سے بھی مخالفین کا اعتراض اٹھ جائے گا۔ مگر کافی عرصہ گزر جانے پر بھی مفتی صاحب نے کچھ نہ کیا۔ ہم نے مایوس ہو کر اس رسالہ "زہریلے تیر" کے دوسرے ایڈیشن کو قدرے تفصیل کے ساتھ چھپوا کر اپنے بڑے بڑے علمائے کرام کے پاس بھیجنے کا ارادہ کیا۔ تاکہ وہ مفتی صاحب کو فہمائش کر کے ان کی کتاب "انوار الرشید" کی حد درجہ گندی اور غلیظ باتوں کی تردید پر آمادہ کریں۔ ہم نے صرف ارادہ ہی کیا تھا کہ مفتی کی کتاب "انوار الرشید" کا چوتھا ایڈیشن پوری آب و تاب کے ساتھ منظر عام پر نظر آیا۔ جس میں پہلے ایڈیشنوں سے بھی کہیں زیادہ نامعقول باتیں درج تھیں۔

اس کے بعد ہم نے رسالہ "زہریلے تیر" کا دوسرا ایڈیشن شائع کر دیا اور جہاں تک ممکن ہو سکا ہم نے اس کو ملک کے بڑے بڑے علمائے کرام کے پاس بھی بھیجا اور مفتی صاحب کے پاس بھی ارسال کیا اور اس کے ساتھ ایک لمبا چوڑا خط بھی ان کے پاس لکھ کر روانہ کیا اس

خط میں ہم نے لکھا کہ آپ کی کتاب "انوار الرشید" میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حددرجہ گستاخیاں ہیں اور ان کے علاوہ اس میں دوسری حددرجہ غلط باتیں بھی تحریر ہیں۔ اگر آپ سے بھول ہوگئی ہے تو آپ کھلے دل سے تحریری طور پر ان کی تردید کرکے مخالفین کے حملوں سے دیوبندیوں کی جان چھڑائیں۔ امید قوی ہے کہ آپ اپنی عادت شریفہ کے مطابق اپنی غلطیوں کو تسلیم کرنے اور صحیح وسچی بات ماننے میں اپنی ہتک محسوس ہرگز نہ کریں گے۔ جیسے کہ آپ نے اپنی کتاب انوار الرشید ص ۲۴۷ طبع چہارم میں فرمایا ہے کہ۔

"صحیح بات تسلیم کرلینے میں ہماری کوئی ہتک نہیں بلکہ یہ
عین عزت ہے۔ دنیا و آخرت دونوں میں
اور غلطی پر مصر رہنا دنیا و آخرت میں دونوں جگہ ذلت ہے۔

ہم نے غلطیوں کو تسلیم کرکے تحریری طور پر ان کی تردید کرنے کی نیازمندانہ عرض مفتی صاحب سے اس لئے کی تاکہ مخالفین کا نزاع ختم ہوجائے "انوار الرشید" کے پہلے ایڈیشن میں رنگین والا خواب موجود ہے مگر چوتھے ایڈیشن سے اس کو کسی کے اعتراض کرنے پر نکال دیا گیا ہے۔ اسی طرح اگر اس کتاب سے قابل اعتراض مواد نکال دیا جائے یا اس کی اشاعت بند کردی جائے تو اس سے نزاع ختم نہ ہوگا بلکہ جوں کا توں رہے گا کیونکہ اس کتاب کے پہلے نسخے لوگوں کے پاس موجود ہیں۔ دیوبندیوں کے مخالفین وہی پیش کرکے اعتراضات کرسکتے ہیں جب تحریری طور پر ان قابلِ اعتراض مواد کی تردید ہوجائے گی تو پھر بس نزاع ختم" اگر باوجود اس کے پھر بھی کوئی مخالف اعتراض کرے گا تو مفتی صاحب کی تحریری تردید دکھا کر اسے خاموش کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح بار بار یاد دلانے پر بھی جب مفتی صاحب کی طرف سے ان کی قابل اعتراض باتوں کی تردید شائع نہ ہوئی اور انہوں نے ہمارے خط کا بھی کوئی جواب نہیں دیا تو ہم نے یقین کرلیا کہ مفتی صاحب نے جو کچھ اپنی کتاب میں لکھا ہے وہ جان بوجھ کر ہی لکھا ہے۔ اگر بھول جاتے تو ان باتوں کی تردید ضرور کرتے۔ اب اس میں ہمارا کیا قصور؟ جناب قصور ہو نہ ہو۔ اس دور میں قصوروار لوگ قصور بتلانے والے کو اُلٹا قصوروار ٹھہرادیتے ہیں۔

اس رسالہ زہریلے تیر کے شائع کرنے سے مفتی رشید احمد صاحب کے شاگردوں اور

معتقدوں میں سے کچھ بے وقوف قسم کے گستاخِ رسولؐ اندھے مُلّاں ہم پر سخت ناراض ہوئے اور پیٹھ پیچھے ہماری شکایت کرنے لگے ان میں سے ایک حددرجہ گستاخِ رسولؐ پاگل مُلّاں نے ہمارے پاس ایک خط لکھ بھیجا۔ جس میں لکھا تھا کہ تمہارے رسالہ زہریلے تیر کو میں نے جوتے لگا کر اور چیر پھاڑ کر نذرِ آتش کردیا ہے۔ تم نے ایک بزرگ عالم دین کے خلاف لکھ کر اس کی سخت توہین کی ہے تم دونوں استاد و شاگرد دائرہ اسلام سے خارج ہو گئے ہو یعنی مسلمان ہی نہ رہے۔ تم توبہ کرو اور مفتی صاحب سے جاکر اپنی گستاخی کی معافی مانگو۔ ورنہ عذاب قبر اور نارِ جہنم کے لئے تیار ہو جاؤ۔

اس گستاخِ رسولؐ پاگل مُلّاں پر ہمیں حددرجہ حیرانی بھی آئی اور ہنسی بھی۔ حیرانی اس لئے کہ اس بدبخت کو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان میں گستاخی کرنے پر تو کسی قسم کی ناراضگی مفتی صاحب پر نہ آئی لیکن بصد عزت واحترام مفتی صاحب کو متنبہ (خبردار) کرنے پر اس قدر غصہ آیا کہ بالکل ہی باولہ ہو گیا اس رسالہ میں قرآن مجید کی آیتیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حدیثیں لکھی ہوئی تھیں اور ان کے علاوہ جگہ جگہ اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسولؐ کا اسم شریف بھی لکھا ہوا تھا۔ اس گستاخِ رسولؐ بدبخت پاگل مُلّاں نے اس کو جوتے لگا کر اور چیر پھاڑ کر آگ میں ڈال دیا۔ ہم کو کافر و مرتد کہتے کہتے آیات و احادیث اور اسم شریف اللہ اور اسم شریف محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی حددرجہ بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے خود دائرہ اسلام سے کوسوں دور نکل گیا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلہ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی توہین و تذلیل کرنے والے کی طرفداری کر کے آپؐ کو ایذا پہنچا کر قرآن مجید کے ارشاد وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رسول اللہ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ○ کے تحت مزید عذاب الٰہی اور غضب خداوندی کا مستحق ٹھہرا۔

میں نے عرض کیا تھا کہ اس پاگل مُلّاں پر ہمیں ہنسی بھی آئی۔ وہ اس لئے کہ مفتی رشید احمد صاحب کا یہ دیوانہ مرید حددرجہ گستاخِ رسولؐ ہونے کے علاوہ معتزلہ کی طرح عذاب قبر کا بھی منکر ہے مگر آج اپنے کمال کرکے ہمارے لئے عذاب قبر کو مان لیا۔ واہ!

پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے حق میں کسی گستاخِ رسولؐ کی گستاخانہ باتوں کو

بُرا جاننے کی بجائے صحیح و درست سمجھنا اور پھر گستاخِ رسولؐ کی طرفداری کرنا' اور گستاخِ رسولؐ کی گستاخانہ باتوں کے خلاف آواز اٹھانے والوں کو کافر و مرتد کہنا حد درجہ جرأت کی بات ہے یہاں پر تو مسلمان کے دین و ایمان کا سوال ہے۔ کسی گستاخِ رسولؐ کی طرفداری کرنے یا اس کی گستاخانہ باتوں کا نوٹس نہ لینے سے تو اپنے ایمان کا جنازہ اٹھ جاتا ہے۔

ہمیں مفتی رشید احمد صاحب سے کسی قسم کی ذاتی رنجش نہیں اور نہ ان سے کسی قسم کی کوئی چپقلش بھی ہے۔ اگر اس قسم کی کوئی بات ہوتی تو ہم مفتی صاحب کے ادب و احترام کو ملحوظ خاطر ہرگز نہ رکھتے۔ اور اس آڑ میں معاندانہ لہجہ اختیار کر کے زبان قلم سے جو کچھ کہنا ہوتا کہہ دیتے۔ مگر.....

مارا خیال سرجنگ نیست
وگرنہ مجالِ سخن تنگ نیست

جذبۂ ایمانی کے تحت ہم صرف اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی بات کرتے ہیں۔ ہم نے رسالہ "زہریلے تیر" بھی فقط اس لئے لکھا ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس محفوظ رہے اور اس پر آنچ نہ آنے پائے۔ باقی کسی کی مرضی کسی گستاخِ رسولؐ کے مقابلہ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرفداری کر کے اپنے ایمان کو بچائے یا گستاخِ رسولؐ کی طرفداری کر کے اپنے ایمان کو گنوائے۔ اس سے ہمیں سروکار نہیں۔ ہم تو ہر حال میں اپنے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت و ناموس کی حفاظت اپنی طاقت کے مطابق ضرور کریں گے۔ جیسے ہمارے بزرگانِ دین کرتے چلے آئے ہیں۔ یہ ہرگز نہ دیکھیں گے کہ پیارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کون ہے۔ اپنا ہے یا پرایا ہے۔ بس گستاخِ رسولؐ ہی تو ہے۔ اس بات پر کسی کے ناراض ہونے کی ہمیں پرواہ نہیں۔

دشنام اگرچہ وہ ترشرو ہزار دے
یہاں وہ نشہ نہیں جسے ترشی اتار دے

نذیر الحق دشتی النقشبندی

تمہید

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ رَبِّ الۡعَالَمِیۡنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡمُرۡسَلِیۡنَ۔ اَمَّا بَعۡد

محترم حضرات! یہ دیکھو میرے ہاتھ میں یہ کتاب "انوار الرشید" ہے۔ یہ کتاب مستطاب و لاجواب فقیہ العصر حضرت مولانا مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی دارالافتاء والارشاد ناظم آباد کراچی والے کی سوانح عمری ہے۔ اس کو مرتب کرنے والے مولانا احتشام الحق آسیا آبادی اور مولانا نور المقتدی ہیں اور یہ کتاب مفتی صاحب نے خود اپنی نگرانی میں مرتب کرائی ہے جیسے کہ اس کتاب کے مقدمہ میں خود لکھتے ہیں کہ۔

"روزانہ جو کچھ لکھتے رہے ساتھ ہی ساتھ میں اسے بنظر اصلاح دیکھتا رہا تاکہ کوئی امر خلاف واقع (غلط) اور نامناسب تحریر میں نہ آئے (ماشاء اللہ خدا کرے ایسا ہی ہو)"

اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ کتاب اب بالکل صحیح ہے۔ اور اس میں کسی قسم کی کوئی غلط اور نامناسب تحریر نہیں ہے حالانکہ اس کتاب میں حد درجہ نامناسب و نامعقول باتیں تحریر ہیں۔ ایسی باتیں جن کی اس قسم کے ذمہ دار عالم دین سے توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس کتاب میں ایسی باتیں دیکھ کر تڑپئے اور مفتی صاحب اور اس کتاب کے مرتب کرنے والے مولانا احتشام الحق آسیا آبادی اور مولانا نور المقتدی دونوں کے علم و دانش پر ماتم کرنے کو جی چاہتا ہے اس کتاب میں مفتی صاحب کی تعریف و توصیف کے ضمن میں شعوری طور پر اور لاشعوری خوابوں کی بنیاد پر ایسی ناشائستہ اور بیہودہ باتیں لکھی گئی ہیں جن کے پڑھنے سے رونگٹے کھڑے ہوجاتے ہیں اور دل دہل جاتا ہے اور زبان پر بے ساختہ کلمات اَسۡتَغۡفِرُ اللّٰہ اور لَا حَوۡلَ وَ لَا قُوَّۃَ جاری ہوجاتے ہیں۔ اگرچہ یہ کتاب بظاہر "انوار الرشید" یعنی مفتی صاحب کی "نورانی شعاعیں" کے نام سے دکھائی گئی ہے مگر حقیقت میں یہ ایک بدترین ترکش

ہے جس میں تمام اہل اسلام کے دلوں کو مجروح کرنے والے حد درجہ گندے اور زہریلے تیر سجائے گئے ہیں۔

بہت روپیہ پیسہ خرچ کر کے مُفتی صاحب اس نابکار و نامعقول کتاب کو اپنے اندھے مقلدوں اور جی حضوریوں کے لئے چھپوا کر نشر کروا رہے ہیں۔ اب شاید اس کا چوتھا ایڈیشن چل رہا ہے۔ مگر چور کی داڑھی میں تنکا کے مصداق اس کتاب سے ترساں و لرزاں (خوفزدہ) بھی رہتے ہیں۔ اس کتاب کی کتابت کرنے والے مفتی صاحب کے ایک خوشامدی کاتب نے آپ کے پاس ایک ایسا خوشامدانہ خط لکھا جس میں اس نے اس مردود کتاب کی تعریف میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیئے۔ یہاں تک کہ اس نے اس کم بخت کتاب کو کتاب مبارک تک کہہ ڈالا۔ اس خط کے آخر میں لکھا کہ،

"خدا کرے مجھ ایسے نابکار کو بھی اس مجموعہ سے کچھ حصہ نصیب ہو جائے۔ آمین والسّلام"۔

مفتی صاحب نے اس خوشامدی کے خوشامدانہ خط سے خوش ہو کر خوف و امید کے ملے جلے انداز میں اس خط کا جواب کچھ یوں دیا۔

"جناب کاظمی صاحب السّلام علیکم! آپ کا مکتوب گرامی موصول ہوا۔ کتاب سے آپ کے انتفاع اور اس سے تاثر کی خبر باعث سکون ہوئی۔ ورنہ مجھے تو ہر وقت یہی خطرہ لگا رہتا ہے کہ خدانخواستہ (اس کتاب پر) یہ محنت اور مصارف (خرچہ) سب کچھ ضائع تو نہیں ہو رہا۔ اس سے بھی زیادہ یہ پریشانی دامن گیر رہتی ہے کہ خدانخواستہ یہ عمل (یہ کتاب) میری آخرت کی بربادی کا سبب نہ ہو۔ اور سفر عمرہ میں بھی یہی دعا رہی کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کی خیر عطا فرمائیں اور اسکے شر سے حفاظت فرمائیں"۔ دیکھئے کتاب "انوار الرشید" (ص ۲۷ طبع اوّل)

مفتی صاحب کا خدشہ صحیح نکلا۔ اس کتاب میں شر و خرابی اپنے پورے جوبن سے سامنے آگئی۔ عمل برباد گناہ لازم تمام کیا کرایا ضائع ہو گیا۔ آخرت کی خدا خیر کرے۔ ہمیں اس کا بے حد افسوس ہے۔ اگرچہ ہم دوسرے مسلمانوں کی طرح اس کتاب کے زہریلے تیروں کے خود ستائے ہوئے ہیں مگر پھر بھی دست بدعا ہیں کہ اللہ تعالیٰ مُفتی صاحب کو اس

کتاب (انوار الرشید) کے شر و خرابی سے اپنی امان و پناہ میں رکھے۔ خیر اس کے علاوہ یہ بھی سنئے کہ مفتی صاحب اس کتاب کے مقدمہ میں خود یہ بھی فرماتے ہیں کہ "میں نے اس کتاب (انوار الرشید) کے اضافات کو بھی بغرض اصلاح حرفاً حرفاً دیکھا ہے۔ اگر اس میں کوئی قباحت (شر و خرابی) ہے تو وہ میرے نفس کی خباثت ہے۔ (انوار الرشید ص ۶ جلد اول)

کتاب "انوار الرشید" میں قباحت اور پھر وہ مفتی صاحب کے نفس کی خباثت توبہ توبہ ہمیں ایسا ہرگز نہ کہنا چاہئے یہ الفاظ تقاضائے ادب کے سراسر خلاف ہیں واللہ ہمیں بالکل اچھے نہیں لگ رہے اور مفتی صاحب کو بھی اپنی اس کم بخت کتاب سے اس قدر خوفزدہ ہو کر شکست خوردگی اور بے چارگی کا اظہار ہرگز نہ کرنا چاہئے۔ یہ دشمن دین کتاب مفتی صاحب کی اپنی خود ساختہ و پرداختہ ہے۔ کہیں باہر کی نہیں "گھر کو آگ لگی گھر کے چراغ سے"

دیکھو بھائی! لفظ جوڑ کھائیں یا نہ کھائیں مطلب صحیح ہو یا نہ ہو۔ ہم تو ہر حال میں مفتی صاحب کی عزت و احترام کا خیال رکھیں گے اگرچہ انہوں نے اپنے لئے خود خباثت کا لفظ استعمال کیا ہے مگر ان کے حق میں ہم خباثت کا لفظ استعمال ہرگز نہ کریں گے۔ زیادہ سے زیادہ بس یہی کہہ سکتے ہیں کہ کتاب "انوار الرشید" یعنی مفتی صاحب کی اس ناہنجار و نامعقول ترکش سے نکلنے والے تیروں کی قباحتیں آگے ملاحظہ فرماویں۔

زاہد: ایک نظر دیکھ لو تم بھی کیا کیا
رنگ و نوک و پلک جو یار کی تصویر میں ہے

قباحت اول

"مفتی رشید احمد صاحب کے نزدیک امریکی صدر مسٹر ریگن کی شکل و صورت حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل و صورت کی شبیہہ ہے"۔

لکھتے ہیں کہ ایک عالم نے اپنا خواب لکھ کر پیش کیا کہ میں نے خواب میں صدر امریکہ

رنگین کو دیکھا کہ وہ دارالافتاء والارشاد میں آیا ہے اور حضرت والا کے انتظار میں ہے۔ حتیٰ کہ نماز کا وقت ہوگیا۔ آپ تشریف لائے۔ آپ کے سر پر عمامہ (پگڑی) تھا اور آپ نے بہت محبت کے ساتھ مسٹر رنگین سے معانقہ کیا (یعنی اس کو گلے لگا کر ملے)۔ مزاج پرسی کے بعد اُس سے امامت کے لئے فرمایا۔ اُس نے کہا کہ میں مسافر ہوں۔ میں نے تعجب سے حضرت والا سے دریافت کیا کہ آپ نے ایک کافر کو امامت کے لئے کیسے فرمایا۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ رنگین نہیں بلکہ اس نے اس کی شکل بنا رکھی ہے۔ حضرت والا (مفتی صاحب) نے نماز پڑھائی نماز سے فراغت کے بعد حضرت بنظر غائر (بے حد پیار و محبت کی نگاہ سے) مسٹر رنگین کی صورت دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ یہ صُورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کی شبیہ ہے۔ (دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۲۲۵ طبع اول)

ہم جانتے ہیں کہ خواب ایک بے اختیاری چیز ہے ایسے گندے خواب یا تو خواب دیکھنے والے کی باطنی کیفیت کی عکاسی کرتے ہیں یا شیطانی وسوسے ہوتے ہیں۔ اس سے زیادہ کچھ نہیں ہوتے۔ مگر حیرت کی بات یہ ہے کہ مفتی صاحب نے اس نامعقول اور حد درجہ گندے کافرانہ خواب کو جس میں سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حد سے بڑھ کر توہین و تذلیل ہے اپنے اندھے مقلدوں کو اپنی طرف مزید متوجّہ کرنے کے لئے اس کی تعبیر یوں کر دی۔

تعبیر ○ انشاء اللہ حضرت اقدس قدس سرّہٗ کے فیض سے اس ناکارہ کے ذریعہ اہلِ اقتدار یعنی ملک کے حکمرانوں کو ہدایت ہوگی۔ علاوہ ازیں بندہ کے لئے دین کی بدولت دنیاوی وجاہت کی بشارت ہے۔ (دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۲۲۶ طبع اول)

مفتی صاحب کی یہ تعبیر صحیح نہیں۔ اگر اس کی یہ تعبیر صحیح ہوتی تو اس کا کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور ظاہر ہوتا۔ اس خواب کو سالہا سال گزر گئے اس دوران ملک کے حکمران مر گئے، مارے گئے، جیلوں میں بند ہوئے، پھانسی چڑھے، ملک بدر ہوئے لیکن مفتی صاحب کے ہاتھوں ان میں سے کسی کو ہدایت نہ ملی۔ اگر مفتی صاحب کی ہدایت یہی ہے تو اس سے اللہ کی پناہ چاہیے۔ پھر مفتی صاحب کی تعبیر میں یہ بات کہ "دین کی بدولت دنیاوی وجاہت یعنی دنیاوی شان و شوکت کی بشارت ہے۔" تو یہ بات کسی طرح درست نہیں ہے۔ کیونکہ دین کی بدولت دینی شان و شوکت حاصل ہوتی ہے اور دنیا کی بدولت دنیاوی شان و شوکت حاصل ہوتی

ہے۔ مگر دین کی بدولت دنیاوی شان و شوکت حد درجہ قابل حیرت ہے۔

یاد رکھئے کہ یہ خواب سراسر شیطانی خواب ہے۔ اگر بالفرض قابل تعبیر مانا جائے تو پھر اس کی صحیح تعبیر یہ ہو سکتی ہے کہ اس خواب میں مفتی صاحب کی باطنی کیفیت کی طرف اشارہ ہے کہ مفتی صاحب کا روحانی تعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں بلکہ امریکہ کے صدر یعنی امریکیوں سے ہے۔ ان کی محبت ان کے دل میں جاگزیں ہے اور ان کو اپنا امام و پیشوا کی طرح جانتا ہے۔ اور دین کی بدولت دنیا حاصل کرتا ہے اور اس خواب میں مفتی صاحب کی باطنی کیفیت دکھا کر خواب دیکھنے والے کو تنبیہ کی گئی ہے کہ یہ جو تمہارا پیر صدر امریکہ کو اپنا امام بنانے والا ہے اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح سمجھتا ہے تو تمہاری پیروی کے قابل نہیں۔ اس سے دور بھاگو۔

اس کے بعد ہم یہاں پر مفتی صاحب کے حق میں ان کے احترام کے پیش نظر کچھ کہنے سے تو قاصر رہے۔ ہاں البتہ اس قدر کہنے کی جسارت ہم حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اور مرتبے کے پیش نظر ضرور کر سکتے ہیں کہ اس نہایت ذلیل گندے کافرانہ خواب کو سننے کے بعد اللہ جانے مفتی صاحب کے علم و عقل کہاں کھو گئے تھے۔ کیا وہ جانتے نہ تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من رآنی فی المنام فقد رآنی فان الشیطان لا یمثل فی صورتی یعنی جس شخص نے مجھ کو خواب میں دیکھا پس بلاشبہ مجھ ہی کو دیکھا۔ اس لئے کہ شیطان میری صورت نہیں بن سکتا۔ (بخاری شریف)

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل و صورت شیطان اختیار نہیں کر سکتا۔ اور خواب میں آپ کی شکل و صورت میں نہیں آسکتا۔ تو بلاشبہ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی اس کی شکل و صورت میں نہیں آسکتے امریکہ کا ایک کافر صدر جو شیطان الانس اور حد درجہ اشقی الشیاطین یعنی شیطانوں کا شیطان ہے۔ آپ اس کی شکل و صورت میں کیسے آسکتے ہیں۔ اور وہ آپ کی شکل و صورت میں کیسے آسکتا ہے؟ پھر یہ بھی سوچئے کہ کیا حضور کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شکل و صورت (نعوذ باللہ) مسٹر ریگن کی سی تھی۔

افسوس صد افسوس۔

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام
وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

قباحت دوم

"مفتی رشید احمد صاحب شکل وصورت میں ہو بہو حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل ہیں"۔

لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت اقدس (مفتی صاحب) دامت برکاتہم کو حُسنِ باطنی اور روحانی قوت کے ساتھ حُسنِ ظاہری اور جسمانی طاقت سے بھی نوازا ہے۔ تمام اعضاء میں اعتدال و تناسب میانہ جسامت کشیدہ قامت یعنی درمیانہ قد سے کچھ لمبا سینہ و شکم برابر کف پاء میں گہرائی یعنی پاؤں کے تلوے درمیان سے اوپر کو اٹھے ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعضاء مبارکہ میں بھی اعتدال و تناسب تھا قد مبارک درمیانہ سے کچھ لمبا تھا۔ سینہ و شکم آپس میں برابر تھے۔ پاؤں کے تلووں میں گہرائی تھی ان صفات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضرت والا (مفتی صاحب) کو توافق (مشابہت اور برابری) کی دولت عطا فرمائی۔

(دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۳۲ طبع چہارم)

کس منہ سے کعبہ کو جاؤ گے غالبؔ
شرم تم کو مگر آتی نہیں ہے

ایمانداری سے فرمایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ کھلی توہین و تذلیل نہیں چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ اس سے تو ہمیں یہ معلوم ہو رہا ہے کہ مفتی صاحب کو یا شاید کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کی شکل وصورت کے بارے میں اُمت کے متفقہ عقیدے کا علم نہیں یا حد درجہ بڑھاپے کی وجہ سے ان کی عقل اڑ گئی ہے یا کچھ ارادے ہی اور ہیں۔۔۔!

مولانا احمد رضا خان بریلوی نے سورت کہف کی آیت قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ کا ترجمہ اپنے مترجم قرآن مجید کنزالایمان میں یوں کیا ہے کہ (اے میرے رسول) تم فرماؤ کہ ظاہر صورت بشری میں تو میں تم جیسا ہوں۔

اس ترجمہ سے یہ مطلب لیا گیا ہے کہ اس میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل و صورت عام انسانوں جیسی بتائی گئی ہے۔ اس ترجمہ پر ہمارے علمائے کرام نے سخت تنقید کی۔ اور خان صاحب کے اس ترجمہ کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین جان کر غلط قرار دیا۔ یہ تو احمد رضا خان نے صرف آیت کا غلط ترجمہ کیا۔ اپنی یا کسی دوسرے کی شکل وصورت حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جیسی نہیں بتائی۔ تب بھی ہمارے علمائے کرام نے ان کی اس طرح ترجمہ کرنے پر سخت گرفت کی۔

چنانچہ اس بارے میں حضرت مولانا اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی فرماتے ہیں کہ مولانا احمد رضا خان بریلوی اس ترجمہ سے یہ بتانا چاہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری شکل وصورت میں تو عام انسانوں کی طرح انسان و بشر تھے۔ لیکن باطنی کمالات اور روحانی اوصاف میں آپؐ تمام انسانوں سے الگ تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ خانصاحب کو مرتبہ رسالت اور خاص طور پر مقام محمدی کے بارے میں امت کے متفقہ عقیدہ کا علم ہی نہیں۔ علمائے امت کا متفقہ عقیدہ ہے کہ حضرات انبیاء علیہم السلام ظاہری شکل و صورت اور باطنی و روحانی اوصاف میں دونوں اجزاء کے لحاظ سے تمام مخلوقات میں ممتاز اور برتر مقام رکھتے ہیں اور انبیاء علیہم السلام کی برادری میں برتری اور فضیلت کا مقام نبی عربی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہے۔ (دیکھئے کتاب بریلوی ترجمہ قرآن کا علمی تجزیہ ص۵)

آگے اسی کتاب کے ص ۵۳ پر فرماتے ہیں کہ خان صاحب بریلوی کے ترجمہ کی صورت میں اس آیت کا یہ مطلب ہوا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظاہری شکل انسانی میں معاذ اللہ عام انسانوں جیسے تھے' کیا اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کی کوئی بات ہو سکتی ہے۔ اس سے پہلے کہ اس پر کفر کا فتویٰ لگایا جائے۔ خان صاحب بریلوی کے ان گستاخانہ الفاظ کا فیصلہ کیا جائے۔ کیونکہ انہوں نے ظاہری شکل انسانی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عام انسانوں جیسا قرار دیا۔ حالانکہ شکل وصورت میں کوئی انسان آپؐ جیسا نہیں

ہو تو یہ یاد رہے کہ انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں باقی تمام لوگ عام انسان ہیں۔ چاہے کوئی جس مرتبے کا کیوں نہ ہو۔ اب بتایئے اس بارے میں آپ کا کیا خیال ہے...؟

حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی بھی صفت میں چاہے ظاہری ہو یا باطنی کوئی شخص آپ جیسا نہیں ہو سکتا۔ اور نہ کوئی اس قسم کا دعویٰ بھی کر سکتا ہے۔ جیسے نبوت کا دعویٰ کرنے والا بھی جھوٹا ہے۔ اسی طرح حضور کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہم شکل ہونے کا دعویٰ کرنے والا جھوٹا ہوگا۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے لے کر آج تک کروڑوں اربوں احسن و اجمل یعنی حد درجہ خوبصورت انسان ہوئے مگر ان میں سے کسی نے آپؐ کے ہم شکل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا' اگرچہ بہت سے لوگوں نے نبوت کا دعویٰ کیا مگر کسی نے حضور کریم صلی اللہ علیہ آلہ وسلم کے ہم شکل ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

یہاں پر نہایت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اللہ جانے مفتی صاحب کو اسی سال کی عمر میں کیا بات سوجھی کہ انہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم صورت و ہم شکل ہونے کا دعویٰ کر کے دنیا کو محوِ حیرت کر دیا۔ نبوت تو باقی ایک آدھے قدم سے بھی کم فاصلہ پر رہ گئی تھی خدا جانے کیوں ہمت ہار بیٹھے۔ اگر بار ابار کرتے ہوئے فوری طور پر نبوت کا دعویٰ بھی کر دیتے تو اس سے کیا فرق پڑ سکتا تھا۔

کہہ رہی حشر میں وہ آنکھ شرمائی ہوئی
ہائے کیسی اس بھری محفل میں رسوائی ہوئی

مفتی صاحب کے ایک معتقد مولانا صاحب نے کہا کہ حدیث میں آتا ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل تھے۔ جب وہ آپؐ کے ہم شکل ہو سکتے ہیں تو مفتی صاحب کیوں نہیں ہو سکتے؟ میں نے کہا کہ واہ مولانا صاحب! پہلے تو آپ کے علم و عقل کا ماتم کرنا چاہیے اور پھر عرض کرنا چاہیے کہ وہ تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے اور گوشہ جگر تھے۔ کیا مفتی صاحب بھی آپؐ کے نواسے اور گوشہ جگر ہیں۔ باپ دادا کی شکل و صورت کی علامتیں اولاد میں ہوتی ہی رہتی ہیں۔ بخاری شریف کی روایت کی مطابق حضرت امام حسنؓ میں صرف ان کے سینہ مبارک سے اوپر تک حضور

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شکل و صورت کی فقط علامتیں تھیں۔ نہ کہ تمام جسم مبارک بعینہٖ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح تھا پھر یہ کہ حضرت امام حسنؓ نے خود ایسا دعویٰ کبھی نہیں کیا۔ مفتی صاحب نے تو اپنے سر سے لے کر پاؤں کے تلوؤں تک بعینہٖ حضورؐ کے ہم شکل و ہم صورت ہونے کا دعویٰ بڑے فخر و غرور سے کر رکھا ہے! اگر حضرت امام حسنؓ یا حضرت امام حسینؓ کی شکل و صورت بعینہٖ حضور کریمؐ کی طرح ہوتی تو اجماع امت قائم نہ ہوتا۔ علمائے امت نے تو متفقہ طور پر فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام کا ہم شکل کوئی نہیں ہو سکتا۔ جو کوئی ایسا دعویٰ کرے گا وہ بالکل غلط کار ہو گا۔

قباحت سوم

"مفتی رشید احمد صاحب در حقیقت حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں"۔

لکھتے ہیں کہ ایک داخل سلسلہ عالم نے اپنا خواب لکھا کہ میں نے خواب دیکھا کہ غالباً بوقت ظہر سڑک کے قریب ایک مسجد سے گزر ہوا خیال ہوا کہ نماز پڑھ لوں مسجد کے اوپر یعنی چھت پر نماز کا انتظام ہے ایک گول زینہ ہے مسجد اور گول زینہ بعینہٖ دارالافتاء کی مسجد اور حضرت والا کے زینہ کی طرح زینہ کی ایک طرف حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور دوسری طرف حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف فرما ہیں۔ اس وقت یہ خیال تھا کہ اوپر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ بندہ (حضورؐ کی زیارت سے مشرف ہونے کی غرض سے) جلدی میں چڑھا تو منہ کے بل حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے قدموں میں گرا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے نہایت پیار و محبت سے ہاتھوں میں لیا کمر اور منہ سے مٹی جھاڑی اور ساتھ ہی فرما رہی تھیں کہ میرے بیٹے کو چوٹ تو نہیں آئی۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پکڑ کر چڑھایا مگر سابق کی طرح منہ کے بل گرا...... تقریباً" پانچ دفعہ ایسا ہی ہوا۔ بالآخر

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے زور لگا کر کسی طرح اوپر چڑھایا اوپر جا کر دیکھتا ہوں کہ بجائے حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مفتی صاحب چہل قدمی فرما رہے ہیں۔ غالباً خواب ہی خواب میں اس کی وجہ یہ مفہوم ہوئی کہ اس میں مفتی صاحب کے لئے بشارت ہے۔ (انوار الرشید ص ۲۸۴، طبع چہارم)

خواب دیکھنے والے نے صرف اس قدر اشارہ کر دیا کہ اس میں مفتی صاحب کے لئے بشارت ہے اللہ جانے کس چیز کی بشارت ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم شکل ہونے کی یا آپ کے مرتبے کو پہنچنے کی۔ اس بیچارے کو اس سے مزید کچھ کہنے کی ہمت نہ ہوئی۔ مگر مفتی صاحب کو اس خواب کی تعبیر میں اصول تعبیر کے تحت خواب دیکھنے والے کے مفہوم کو بھی پیشِ نظر ضرور رکھنا چاہئے تھا اور اس کی تعبیر میں یوں کہنا چاہئے تھا کہ بلا شبہ اس خواب میں مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہونے یا آپ کے مرتبے کو پہنچنے کی بشارت ہے۔ مگر افسوس کہ مفتی صاحب ایسے نڈر اور حد درجہ بہادر انسان اس طرح تعبیر کرنے سے خوف کھا گئے اور پھر تھوڑی سی طرح دے کر یہ تعبیر کر دی کہ۔

بفضلہ تعالیٰ یہ بندہ عاجز محسن اعظم صلی اللہ علیہ وسلم کا راستہ دکھا رہا ہے۔ جو اس دربار عالی تک رسائی کا سبب ہے۔ الخ
(دیکھئے کتاب "انوار الرشید" ص ۲۸۵ طبع چہارم)

قباحت چہارم

"مفتی رشید احمد صاحب کے دل پر آیات قرآنی کا نزول ہوتا ہے"۔

مفتی صاحب خود فرماتے ہیں کہ بسا اوقات بیداری میں بھی قلب پر حسب حال آیات مبارکہ کا ورود (نزول) ہوتا ہے۔ حضرت والد صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے واردات قلبیہ بکثرت آیات قرآنیہ ہوتے تھے۔ (یعنی والد صاحب کے دل پر بھی آیات قرآنی نازل ہوتی

تھیں) دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۲۷۹ طبع چہارم

آگے لکھتے ہیں کہ حضرت والا (مفتی صاحب) کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا عجیب معاملہ یہ ہے کہ نیند کی حالت میں کوئی آیت رحمت و بشارت یا اس مضمون کی کوئی حدیث قلب پر وارد ہوتی ہے اور اسی حالت میں آنکھ کھل جاتی ہے۔ اکثر و بیشتر آیات قرآنیہ ہی وارد (نازل) ہوتی ہیں۔ اور گاہے گاہے احادیث رحمت و بشارت کا ورود بھی ہوتا ہے۔ حضرت والا عرصہ دراز سے اسی حالت مبارکہ سے مشرف ہیں۔ اب واردات (نازل ہونے والی آیات مبارکہ اور القاء ہونے والی احادیث شریفہ) کے ضبط (لکھنے اور جمع کرکے کتابی شکل میں لانے) کا اہتمام کیا تھا مگر چونکہ بفضل اللہ تعالیٰ ان بشارات کا ورود (نزول) بہت کثرت سے ہونے لگا ہے۔ اس لئے حضرت والا نے ان کے ضبط کرنے (لکھنے اور کتابی شکل میں لانے) سے منع کردیا ہے۔ دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۲۸۸ طبع چہارم

اچھا ہوا کہ مفتی صاحب نے خود پر نازل ہونے والی آیات مبارکہ اور القا ہونے والی احادیثِ شریفہ کو لکھ کر کتابی شکل میں منظرِ عام پر لانے سے منع کردیا۔ ورنہ تماشہ بن جاتا۔ موجودہ ترتیب کے برعکس صرف آیات رحمت و بشارت پر مشتمل ایک جداگانہ قرآن مجید تیار ہوکر لوگوں کے ہاتھوں میں آجاتا اور حدیث شریف کی بھی ایک عجیب و غریب کتاب اپنی جداگانہ طرز و ترتیب سے منظرِ عام پر آجاتی۔ امت پہلے ہی شدید اختلافات سے دوچار ہے اللہ رحم کرے۔ مفتی صاحب کے اپنے نئے مرتب کردہ قرآن و حدیث کے منظرِ عام پر آنے کا اللہ جانے کیا نتیجہ نکلتا۔ مفتی صاحب کی کتاب "انوار الرشید" پہلے ہی سے اہلِ اسلام کے دلوں کو گھائل کرنے کے لئے کافی ہے۔

یہ یاد رہے کہ حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانہ سے لے کر آپؐ کی امت میں سے آج تک کسی نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ بڑے بڑے صاحبِ کمال اولیاء اللہ خدا تعالیٰ کے مقبول ترین بندے بڑے بڑے صاحبِ علم و عرفان ہوئے مگر کسی نے کوئی ایسی جرأت نہیں کی۔ حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایک کاتبِ وحی نے اس قسم کا دعویٰ کیا تھا تو آپؐ نے اسے کتابت سے ہٹادیا تھا جو بعد میں مُرتد ہوگیا تھا۔ حد درجہ تعجب کی بات ہے کہ اس قسم کا عجیب و غریب دعویٰ اس آخری دور میں مفتی صاحب نے ہی کرکے

لوگوں کو حیرت میں ڈال دیا ہے ؎

نہ تو ہم بھوکے پیدا ہوئے تھے ہم نہ پیاسے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا

قباحت پنجم

"قرآن مجید کی آیت وَ مَا عَلَّمْنَاہُ الشِّعْرَ وَمَا یَنْبَغِیْ لَہٗ مفتی رشید احمد صاحب کی صفت ہے"۔

مفتی صاحب خود فرماتے ہیں کہ ایک صالح طالب علم نے خواب میں میرے بارے کسی بزرگ کو فرماتے سنا وَ مَا عَلَّمْنَاہُ الشِّعْرَ وَ مَا یَنْبَغِیْ لَہٗ (یعنی اے پیغمبرؐ ہم نے آپؐ کو شاعری کا علم نہیں دیا اور وہ آپ کی شایانِ شان بھی نہیں) میں اس کو علوم قرآن کی بشارت سمجھتا ہوں وَ مَا ذَالِکَ عَلَی اللّٰہِ بِعَزِیْز میں پہلے بھی شعر بہت کم کہتا تھا اس (بشارت) کے بعد بالکل چھوڑ دیا۔ دیکھئے کتاب "انوار الرشید" ص ۱۹۰، ۲۶۹ طبع چہارم

یہ آیت مبارکہ صرف خاصہ صفتِ رسولؐ ہے۔ اس میں کوئی دوسرا شریک نہیں ہو سکتا۔ اس آیت کا مطلب ہے کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی شاعر نہیں۔ نہ خدا تعالیٰ نے آپؐ کو شعر و شاعری سکھائی ہے۔ اور نہ شعر و شاعری کرنا آپؐ کی شایانِ شان ہے۔ کسی اور کی شان کے خلاف نہیں بلکہ دوسروں کے لئے عطائے الٰہی اور حد درجہ کمال کی علامت ہے۔ اگر شاعری گندی اور بری چیز ہوتی تو بعض صحابہ کرام، تابعین، تبع تابعین، بڑے بڑے ولی و بزرگ، آئمہ کرام، علماء فضلاء شعر و شاعری نہ کرتے۔ مفتی صاحب کا یہ دعویٰ کہ اس آیت کا مصداق میں بھی ہوں اور یہ آیت میرے حق میں بھی ہے۔ میں پہلے بھی شعر بہت کم کہا کرتا تھا اب اس آیت کے وارد ہونے کے بعد بالکل چھوڑ دیا تو یہ مفتی صاحب کی اونٹ پر چڑھ کر چھپنے والی بات ہے۔ یا اسی سال عمر ہونے کی وجہ سے ان پر بڑھاپے کے اثرات کی وجہ سے ہے یا ان کی نیت میں کچھ فتور ہے۔ ورنہ اس کتاب

انوار الرشید میں مفتی صاحب کی عربی فارسی اور اردو میں شعر شاعری بھرپور انداز میں درج ہے۔

چنانچہ اسی کتاب کے ص ۱۸۸ پر لکھتے ہیں کہ مسعود اختر حضرت (مفتی صاحب) کا تاریخی نام ہے۔ آپ عربی نظم میں بطور تخلص اپنا نام مسعود لاتے ہیں اور اردو نظم میں اختر۔ یہاں پر صرف مفتی صاحب کی دو حد درجہ متکبرانہ نظمیں پیش کی جاتی ہیں۔ ان سے آپ مفتی صاحب کے مزاج کا بھی اندازہ کر سکتے ہیں۔

اے پرستار ہوا اے بندہ نفس پلید
اے گرفتار و اسیر دام شیطان مرید
مذہب اسلام کو برباد تونے کردیا
خانہ ابلیس کو آباد تونے کردیا
دین و مذہب کی اڑا دیں دھجیاں تونے لعین
لعنتیں برسا رہا ہے تجھ پہ ہر اک بالیقین
بن کے نیزہ کی سناں سینہ تیرا میں پھاڑ دوں
موت کے پنجے تیرے ناپاک دل میں گاڑ دوں
واعظ بے بس نہیں ہوں نعرہ ہوں میں بیدھڑک
قصر باطل کیلئے میں رعد کی سی ہوں کڑک

گربہ مسکین نہیں ہوں شیر خونریز ہوں
گردن باطل پہ میں اک تیغ خون آمیز ہوں
پنجہ فاروق ہوں میں تیغ ہوں دودھار کی
کاٹ کر سینے پہ رکھ دوں گردنیں فجار کی
ہے زمین سہمی ہوئی تھرارہے ہیں آسمان
میری ہیبت چھا چکی ہے برمکین و ہر مکان
وحشیان دشت بھی دبکے پڑے ہیں خاک پر

مہلک فجار ہوں نازاں ہوں اپنی دھاک پر
زاہد بے دل نہیں ہوں عاشق بدنام ہوں
اہل باطل کے لئے میں موت کا پیغام ہوں
ایک نعرہ سے ہلادوں میں بڑے انبوہ کو
ایک ٹھوکر سے گرادوں میں مثیل کوہ کو
میں حریم ناز کا اک عاشق جانباز ہوں
اک صدائے غیب پر لبیک کی آواز ہوں
حامی دین مبیں ہوں ماحی بدعات ہوں
اہل بدعت کیلئے میں نامہ آفات ہوں

مناظر آج اک شمس الہدی میں بے خطر آیا
مجھے کچھ شور سا سننے میں آیا فی المنام اس کا
میں خواب استراحت سے اٹھا مجلس میں جا پہنچا
مجھے بس دیکھتے ہی اڑ گیا علم کلام اس کا
وہ لرزاں تھا زباں ساکت تھی آنکھیں بند تھیں اس کی
یہ منظر دیکھ کر حیران و ششدر تھے عوام اس کا
اٹھا مجلس سے بھاگا جیسے شیطان رجم ثاقب سے
کہ جان اپنی سلامت لے کے جانا تھا مرام اس کا
مسیحا سے پچھلتا جارہا تھا دجال تھا گویا
عجب پرکیف تھا بس وہ فرار بے لگام اس کا
ہمیشہ یاد رکھنا اے شرر اب نام اختر کا
کہ لوہا مان لیتے ہیں ہمیشہ خاص و عام اس کا

اس سے معلوم ہوا کہ مفتی صاحب ایک بہت بڑے شاعر ہیں۔ اگر باوجود اس کے خود کو وَمَا عَلَّمْنَاهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِي لَهُ کے مصداق ٹھہرائیں اور کہیں کہ میں شاعر

نہیں ہوں۔ تو وہ خود جانیں۔ ہم تو یہ فیصلہ آپ کے سپرد کر کے چُپ ہو جاتے ہیں۔

بولن کنوں ہے چپ بھلی چُپ کوں ہے لکھ پردہ
ہُم ہُم حکم ہوری ہے جو بولے سو مردہ

قباحت ششم

قرآن مجید کی آیت وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِينَ مفتی رشید احمد صاحب کی شان ہے۔

مفتی رشید احمد صاحب خود فرماتے ہیں کہ بحمد اللہ میں اَلْخَبِيْثَاتُ لِلْخَبِيْثِيْنَ کی فہرست میں نہیں بلکہ وَالطَّيِّبَاتُ لِلطَّيِّبِيْنَ کی فہرست میں ہوں۔
(دیکھئے کتاب انوار الرشید ص۲۱۵ طبع اول اور طبع چہارم)

قرآن کریم کی اس آیت سے مفتی صاحب خود کو پاک اور طاہر ثابت کر رہے ہیں۔ حالانکہ سورت نُور کی یہ آیت واقعہ افک کے موقعہ پر حضور کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی شان اور اُمّ المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت میں نازل ہوئی تھی۔ اگرچہ اس میں عموم بھی ہے مگر مفتی صاحب کا یہ قرآنی آیت پیش کر کے اپنی زبانی اپنے پاک اور طاہر ہونے کا دعویٰ کرنا۔ حد درجہ معنی خیز ہے۔ آج تک کسی نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔

قباحت ہفتم

”مفتی رشید احمد صاحب عفت و پاکدامنی میں حضرت یُوسف علیہ السلام کی طرح ہیں“۔

لکھتے ہیں کہ حضرت اقدس (مفتی صاحب) کی بالکل جوانی میں جبکہ ابھی تک آپ کی

شادی بھی نہیں ہوئی تھی آپ پر ایک عورت ایسی مفتون (عاشق) ہوگئی کہ قد شغفھا حبا" (القرآن) یعنی بے شک حضرت یوسف علیہ السلام کی محبت اس عورت کے دل میں کھُب گئی) تک معاملہ پہنچ گیا۔ وہ اپنے جذبات چھپا نہ سکی بات ظاہر ہونے پر حضرت والا (مفتی صاحب) سے بھی بدگمانی کا خدشہ تھا۔ اس حالت میں آپ کے والد نے خواب میں آپ کا کُرتہ پیچھے سے پھٹا دیکھا اس وقت حضرت اقدس اپنے آبائی وطن لدھیانہ میں تھے اور آپ کے والد خیرپور سندھ میں اتنی مسافت بعیدہ سے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کے لئے حضرت یوسف علیہ السلام جیسا تزکیہ (عفت و پاکدامنی) ظاہر فرمایا۔

(دیکھئے کتاب انوار الرشید ص ۲۸ طبع چہارم)

یہ عجیب و غریب فیصلہ بھی آپ کو ہی کرنا ہے۔ ہم فقط اس قدر عرض کئے دیتے ہیں کہ گناہوں سے معصوم ہونا صرف انبیاء علیہم السلام کی شان ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی طرح کوئی شخص گناہوں سے معصوم نہیں ہو سکتا گناہوں سے چاہے وہ جس قدر محفوظ رہے۔ پھر قرآنی آیت پیش کرکے خود کو ایک اُولو العزم پیغمبر حضرت یوسف علیہ السلام سے تشبیہ دینا اور حضرت یُوسف علیہ السلام جیسی پاکدامنی کا دعویٰ کرنا۔ حیرت کی بات ہے۔ آگے خود سوچیں.....!

قباحت ہشتم

"مفتی رشید احمد صاحب بیک وقت عالم فقیہ محدث وَلی اور انبیاء علیہم السلام کی صفات والے ہیں"۔

لکھتے ہیں کہ مفتی رشید احمد صاحب جیسا عالم، فقیہ، محدث، ولی اور زاہد بمشکل ہی ملے گا۔ ایک دو صفات کا تو کسی میں یکجا ہونا ممکن ہے لیکن مفتی صاحب ایسے جامع جمیع صفات شاذ و نادر ہی پائے جاتے ہیں۔ دیکھئے کتاب "انوار الرشید" ص ۲۰ طبع چہارم

یہاں پر مفتی رشید احمد صاحب کی چھ صفتیں بیان کی گئی ہیں۔ جن کی صحیح ہونے کی

تصدیق مفتی صاحب نے خود کر دی ہے۔ (۱) عالم یعنی علم دین کو خوب جاننے والا (۲) فقیہ یعنی سمجھدار علم دین کے ہر پہلو کو اچھی طرح سمجھنے والا (۳) محدث یعنی حدیث شریف کا حد درجہ ماہر (۴) ولی یعنی اللہ تعالیٰ کا دوست اور باطنی راز و رموز کو جاننے والا یہ ہے مفتی صاحب کا دعویٰ مگر یاد رکھئے کہ ان صفات کے حامل انسان ایسے گل ہرگز نہیں کھلاتے جیسے مفتی صاحب نے اپنی کتاب "انوار الرشید" میں کھلائے ہیں (۵) زاہد یعنی تارک دنیا' دنیاؤ دولت سے بالکل کنارہ کش اور بیزار گدڑی پوش' روکھی سوکھی پر گزارا کرنے والا۔ مگر مفتی صاحب کے زاہد ہونے کا حال شاید آپ کو معلوم ہے۔ یہ محل یہ ماڑیاں یہ بنگلے یہ جاگیریں اور جائیدادیں۔ ستائیس لاکھ کی صرف خالی کار' حد درجہ شاہانہ ٹھاٹھ باٹھ اور دولت و دنیا کی ریل پیل یہ سب کچھ مفتی صاحب کا زہد ہے۔ اگر زہد اسی کا نام ہے تو ہم اس قسم کے زہد سے خدا تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں (۶) جامع جمیع صفات یعنی ملکوتی اور نورانی صفات کا حامل۔ یہ خاصہ صرف انبیاء علیہم السلام کا ہے۔ جامع جمیع صفات حضرات انبیاء علیہم السلام ہی ہوتے ہیں۔ ان حضرات کے بغیر کوئی دوسرا شخص جامع جمیع صفات نہیں ہو سکتا۔ جو شخص اس قسم کا دعویٰ کرے۔ آگے خود فیصلہ کریں.....!

قباحت نہم

"مفتی رشید احمد صاحب کی تاریخِ پیدائش قرآن مجید میں ہے"

لکھتے ہیں کہ قرآن مجید سے آپ (مفتی صاحب) کا سنِ ولادت (تاریخِ پیدائش) یوں ظاہر ہوتا ہے۔

وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُتَوَكِّلُوْنَ ○ ۱۴۔۱۲۔۱۳۴۱ (اسلامی)

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا فِيْهِنَّ ○ ۵۔۳۰۔۱۹۲۲ (عیسوی)

(دیکھئے کتاب "انوار الرشید" ص ۱۴۲ طبع چہارم)

ان اوپر والی دونوں سطروں میں سے پہلی سطر میں مفتی صاحب کی اسلامی تاریخ پیدائش ۱۳۔۱۲۔۱۳۴۱ یعنی ۱۳ ذوالحجہ ۱۳۴۱ ہجری ہے۔ اب ذرا نیچے والی سطر میں انگریزی تاریخ پیدائش کو بھی غور سے دیکھیں ۵۔۲۰۔۱۹۲۲ یعنی ۵ تاریخ ۲۰ واں مہینہ ۱۹۲۲ عیسوی ٹھیک ہے ناں!

اللہ جانے! اس سے آپ کیا سمجھے؟ ہم تو یہ سمجھے کہ کتاب "انوار الرشید" مرتب کرنے والے مفتی صاحب کے فاضل شاگردوں نے اپنے استاذِ محترم کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جب قرآن مجید سے ان کی انگریزی تاریخِ پیدائش نکالنا چاہی اور ہزار کوشش کے باوجود ان سے کچھ نہ بن پڑا تو گھبرا اٹھے اور اس گھبراہٹ کے تحت عالم میں خوفِ خدا تو خیر کیا ہی آنا تھا۔ انھیں جگ ہنسائی تک کا بھی خیال نہیں رہا اور دنیا کی لعنت ملامت سے بے پرواہ ہو کر کلامِ الٰہی سے ہیرا پھیری کرکے مفتی صاحب کی انگریزی تاریخ پیدائش کچھ اسی طرح نکال کر ان کی خوشنودی حاصل کرلی۔ اب کوئی پوچھے کہ خدا کے بندو بھلا کیا کبھی کسی سال کا کوئی ۲۰ واں مہینہ بھی ہوتا ہے۔ پھر اس میں تعجب کی بات یہ بھی ہے کہ مفتی صاحب نے بھی اسے دُرست قرار دے کر اس کی تصدیق کردی ہے۔ اب اس پر کون نہیں کہے گا کہ "چھوٹے میاں تو چھوٹے میاں مگر بڑے میاں سُبحان اللہ"۔

آپ خیال کریں گے شاید کتابت کی غلطی ہوگی۔ نہیں نہیں۔ کتاب "انوار الرشید" عرصہ سترہ سال سے مسلسل چھپتی چلی آرہی ہے اور اس وقت اس کا چوتھا ایڈیشن چل رہا ہے۔ اس کے تمام ایڈیشنوں میں اسی طرح ۲۰ واں مہینہ درج ہے۔ خیر مفتی صاحب ایسی بہت بڑی کامل ترین ہستی کی پیدائش کے زمانہ میں سال کا ۲۰ واں مہینہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ یہاں پر تو خیر صرف مہینوں کا حساب ہے۔ قیامت کی علامتوں میں سے تو ایک علامت یہ بھی ہے کہ قربِ قیامت ایک "دن" پورے ایک سال کا ہوگا اس طریقے سے مفتی صاحب کی پیدائش کے سال کا ۲۰ واں مہینہ بھی قربِ قیامت ہی کی علامتوں میں سے ایک علامت ہی سمجھ لیجئے۔ بس.....!

جان لیجئے! کہ قرآن مجید خدائے برتر و بالا کی کتاب ہے۔ یہ کوئی پیدائش کا رجسٹر نہیں کہ ہر شخص اس سے اپنی تاریخِ پیدائش ثابت کرتا پھرے۔ اگر اس سے تاریخ پیدائش نکالنا جائز ہوتا تو سب سے پہلے حضور اقدس صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی تاریخ پیدائش نکل جاتی مگر ایسا

کسی نے نہیں کیا۔ پھر اسی طرح بڑے بڑے بزرگ، ولی، امام، عالم فاضل، بڑے بڑے بادشاہ، شہنشاہ وغیرہ حروف ابجد کے حساب سے اپنی اپنی تاریخ پیدائش قرآن مجید سے نکال کر یا نکلوا کر فخر محسوس کرتے پھر ایرا غیرا نتھو خیرا بھی شروع ہو جاتے۔ پھر کیا ہوتا؟ پھر یہ ہوتا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قرآن جو دنیا کی ہدایت کیلئے اُترا تھا۔ پیدائش کا رجسٹر ہو کر رہ جاتا اور پھر لوگ آہستہ آہستہ اپنے مُردوں کی تاریخ وفات بھی اس سے نکال نکال کر مع آیت قرآنی اپنے مُردوں کی قبروں پر کتبے لگا دیتے۔ سوچئے کہ پھر اس ماحول میں قرآن مجید کی کیا حیثیت رہ جاتی۔ سب سے پہلے مفتی صاحب نے اس نیک رسم کی بنیاد رکھ کر لوگوں پر ایک بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس نیک رسم کے اجراء پر انہیں "جزائے خیر" دے۔

یہی انداز ہے گر اس نگاہ برق آئیں کا
خدا حافظ ہے پھر اپنی متاع صبر و تمکیں کا

یہ ہیں مفتی صاحب کی وہ گوہر فشانیاں جو انہوں نے اپنی کتاب ناصواب "انوار الرشید" میں کی ہیں۔ اس رسالہ میں گنجائش نہ ہونے کے سبب ہم نے صرف ان اوپر کی چند اہم باتوں پر اکتفا کیا ہے ورنہ اس کتاب میں مفتی صاحب کی بے شمار باتیں ہیں جو بے حد عجیب و غریب اور حد درجہ مضحکہ خیز ہیں۔ چلو آپ کی حیرانی میں اضافہ کرنے کے لئے اوپر کی باتوں کے علاوہ یہاں پر کچھ اور باتیں بھی نہایت اختصار کے ساتھ برائے نمونہ عرض کئے دیتے ہیں۔ لیجئے سُنئے اور سَر دھنئے۔ مُفتی صاحب فرماتے ہیں کہ...

○... میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کے سمندروں میں غوطہ زن ہوں۔ (انوار الرشید)

○... میرے گھر میں نُور برس رہا ہے۔ (انوار الرشید)

○... میرا قد و قامت سَرو کی مانند خوبصورت ہے۔ (انوار الرشید)

○... میرے بڑے بڑے اُستاد اور بڑے بڑے جید علمائے کرام معصیت کار اور خطاکار ہیں۔ میں مُتبع شریعت و سُنّت ہوں۔ (انوار الرشید)

○... میں علوم نبوّت، کمال تفقہ اور کمال تقویٰ سے حد درجہ بہرہ مند ہوں۔ (انوار الرشید)

○... حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکیؒ میرے ذاکر اور میرے مرید ہیں۔ (انوار

(الرشید)

○... میں بعینہٖ امام ابو حنیفہؒ ہوں۔ (انوار الرشید)

○... میں ہر لحاظ سے امام مالک ہوں۔ امام مالکؒ ہونے کا خیال مفتی صاحب کے دماغ میں اس قدر اُتر گیا کہ انہوں نے اپنے آپ کو یقینی طور پر امام مالک جان کر اپنے ایک غریب بیچارے نوکر کا نام جاریہ مالک یعنی امام مالک کی باندی رکھ کر اس غریب کو مذکر سے مونث یعنی نر سے مادہ بنا دیا۔ (انوار الرشید)

اسی طرح مفتی صاحب کی یہ کتاب اس قسم کی بیہودہ اور مضحکہ خیز باتوں سے بھری پڑی ہے۔ عرصہ سترہ سال سے عقیدت کے دبیز پردوں کے نیچے چھپی رہی اور اس پر کسی مرد آزاد کی تنقیدی نگاہ نہ پڑی۔ تھوڑی دیر کیلئے اگر عقیدت کے پردوں کو ہٹا کر اس کا تنقیدی جائزہ لیا جائے۔ تو حیرت انگیز طور پر یہ تمام کی تمام کتاب حد درجہ واہیات اور مضحکہ خیز ثابت ہوگی۔

خیر مفتی رشید احمد صاحب کی جو باتیں آپ پچھلے صفحات میں پڑھ چکے ہیں۔ ہم نے تو ان پر جو تبصرہ کیا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ اب ذرا آپ بھی سوچیں کہ آخر کار ان باتوں سے مفتی صاحب کا مقصد و منشاء ہی کیا ہے؟ ان باتوں سے تو صاف پتہ چلتا ہے کہ مفتی صاحب نے خیر ہی سے نبوت کے دعویٰ کرنے کا ارادہ کر رکھا ہے۔ نبوت کے تمام لوازمات حاصل کر کے کورس بھی پورا کر لیا ہے اور اپنی تاریخ پیدائش قرآن مجید میں بتا کر آگے بھی نکل گئے ہیں۔ اب دیکھنا صرف یہ ہے کہ مفتی صاحب کس قسم کی نبوت کا دعویٰ کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ صحیح طور پر تو اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے مگر مفتی صاحب کی باتوں سے تو صاف معلوم ہو رہا ہے کہ وہ مثیلِ محمد نبیؐ ہونے کا ارادہ کئے ہوئے ہیں۔ اس سے کم پر راضی نہیں۔

دیکھئے! مفتی صاحب نے خود کو مثیلِ محمد نبیؐ ثابت کرنے کے لئے سب سے پہلے یہ کام کیا کہ انہوں نے حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو امریکی صدر مسٹر ریگن کی شکل و صورت میں دکھا کر شاید یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ.....

اس کے بعد فرمایا کہ میری شکل و صورت ہوبہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جیسی ہے۔

حتیٰ کہ میرے پاؤں کے تلوے بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاؤں کے تلووں کی طرح ہیں۔

پھر فرمایا کہ حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم درحقیقت میں ہی ہوں۔

پھر فرمایا کہ مجھ پر آیاتِ قرآنی کا نزول ہوتا ہے اور میرے دل پر احادیث شریفہ القا ہوتی ہیں۔

پھر فرمایا کہ میں نبی کی طرح گناہوں سے معصوم ہوں۔

اس کے بعد فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ میری صفت ہے۔

پھر فرمایا کہ قرآن مجید کی آیت وَالطَّيِّبٰتُ لِلطَّيِّبِيْنَ میری شان ہے۔

اس کے بعد فرمایا کہ میں انبیاء علیہم السلام کی طرح جامع جمیع صفات ہوں۔

(یہ معلوم ہو کہ مفتی صاحب کی یہ تمام باتیں "انوار الرشید" کے سب ایڈیشنوں میں پائی جاتی ہیں۔ صرف رنگین والا خواب چوتھے ایڈیشن میں نہیں)۔

یہ باتیں تفصیل کے ساتھ پچھلے صفحات میں گزر چکی ہیں۔ یہ باتیں مفتی صاحب کو مثیلِ محمدؐ نبیؐ بنانے کے لئے کافی ہیں۔ زیادہ کی ضرورت نہیں۔ تمام لوازمات نبوت فراہم ہوگئے۔ کورس پورا ہوگیا۔ بس اب صرف مفتی صاحب بلا کسی خوف و خطر کے اپنے مثیلِ محمدؐ نبیؐ ہونے کا اعلان کریں۔ ماننے والوں کی کمی نہیں۔ پاکستان میں ہر قسم کے لوگ مل جاتے ہیں۔ اللہ ہی تمہارا بیڑا پار۔!

ہم مفتی صاحب کو یقین دلاتے ہیں کہ جب وہ مثیلِ محمدؐ نبیؐ و رسُول ہونے کا اعلان کریں گے تو لوگ ہر طرف سے جوق درجوق اُمنڈ پڑیں گے اور مفتی صاحب کو فوراً "مثیلِ محمدؐ نبیؐ و رسُول مان کر ان کا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُفْتِيْ رَشِيْد اَحْمَد رَسُوْلُ اللّٰه پڑھتے ہوئے ان کی امت میں شامل ہوجائیں گے۔ ڈرنے اور خوف کھانے کی اب بالکل ضرورت نہیں۔ ماحول حد درجہ سازگار ہے۔ ہم مفتی صاحب کو اس لئے یقین دلا رہے ہیں کہ جب ہم نے مفتی صاحب کی کتاب "انوار الرشید" میں لکھی ہوئی مفتی صاحب کی ان باتوں کو جو گزر چکی ہیں غلط کہا تو اس پر مفتی صاحب کے مرید و معتقد ہم پر سخت ناراض ہوئے اور مفتی صاحب کی ان غلط باتوں کو بالکل صحیح اور درست کہنے لگے اس سے ہم نے اندازہ کرلیا

کہ جب مفتی صاحب کے لکھے ہوئے کالے کلوٹے بے جان منجمد لفظوں کو ہزار بار غلط ہونے کے باوجود بالکل صحیح اور دُرست ماننے لگے۔ تو ایسے لوگ حضور کریم صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلم کے ہم شکل و ہم صُورت چٹے گورے جی دار مفتی رشید احمد صاحب کو مثیلِ محمدؐ و رسُول ماننے میں کیا دیر کریں گے۔ اب بتایئے کہ اس ماحول میں مفتی صاحب کے علم و عقل کا ماتم کریں یا مفتی صاحب کے مُرید و معتقدوں کے دین و ایمان کا۔

قیس کا ماتم کریں یا کریں فرہاد کا
دونوں یاد آئے ہمیں کوہ و بیابان دیکھ کر

مفتی رشید احمد صاحب نے جو اپنی کتاب سے ڈر کر اس کے شر سے پناہ مانگی ہے۔ جیسے کہ ہم پہلے عرض کر چکے ہیں تو سوچئے کہ یہ کیوں؟ کیا ان کی اس کتاب میں جن اور بھوتوں کا بسیرا تھا یا کانا دجال اپنے کانے گدھے کے ساتھ اس میں چُھپا بیٹھا تھا۔ جو اس کے شر سے پناہ مانگ رہے تھے۔ دراصل وہ شر جس سے مفتی صاحب پناہ مانگتے تھے۔ وہ شر ان کی کتاب میں چھپا ہوا ان کا دعویٰ نبوت مثیلِ محمدؐ ہے۔ وہ ڈرتے تھے کہ میدان صحیح طور پر ہموار ہونے سے پہلے کہیں راز فاش نہ ہو جائے۔ آخر مفتی صاحب کے اندر میں کوئی چور تھا تو ڈرے۔ ورنہ اپنی کتابوں سے کون ڈرتا ہے۔ جب مفتی صاحب کی کتاب پہلی بار چھپ کر منظرِ عام پر آئی اور اس میں مفتی صاحب کے دعویٰ نبوت مثیلِ محمدؐ کے ارادہ کرنے پر کسی کی نگاہ نہ پڑی تو مفتی صاحب جو پہلے اس سے ڈرتے تھے اب مطمئن ہو گئے اور ان کا خوف جاتا رہا۔ اب انہوں نے جان لیا کہ کچھ ہونے والا نہیں۔ سب بُدھو مار کہ ہیں۔ کچھ نہیں کہیں گے۔ ان کو یہ خیال نہیں آیا کہ۔

ہر بیشہ گماں مبر کہ خالی است۔ شاید کہ پلنگ خفتہ باشد

اس کتاب کے پہلے ایڈیشن کے بغیر کسی دوسرے ایڈیشن میں انہوں نے اپنی اس کتاب کے شر سے پھر پناہ نہ مانگی۔ یہاں تک کہ کتاب کے چوتھے ایڈیشن تک جا پہنچے۔ اور ہر بار کتاب کی ضخامت بڑھاتے گئے اور اس میں اپنی نبوت مثیلِ محمدؐ کی تائید میں ہر بار مزید باتوں کا اضافہ کرتے گئے اسی طرح اندھی عقیدت کے دبیز پردوں کے پیچھے مفتی صاحب کا ارادہ نبوت مثیلِ محمدؐ حقیقی صورت اختیار کرنے کے لئے پروان چڑھتا رہا اور بڑھتا رہا۔ کہاں تک

"سو دن چور کے ایک دن ساد کا"۔ تمام مراحل طے کر کے منزلِ مقصود پر پہنچ کر مثیلِ محمد نبی و رسول کا اعلان ہونے ہی والا تھا کہ مفتی صاحب کی شر سے بھرپور بد بخت کتاب "انوار الرشید" ہم ایسے مست دیوانوں یعنی محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سچے "دانا" بینا غلاموں کے ہاتھ لگ گئی۔ ہم نے اس میں شری شر دیکھ کر شور مچانا شروع کر دیا۔ نتیجہ آپ کے سامنے ہے۔

مفتی صاحب جس اپنی شریر کتاب کے شر سے ڈرتے تھے۔ آخر کار وہ کم بخت کتاب اپنی پوری قوت وصلابت کے ساتھ بھوت بن کر مفتی صاحب کے سامنے ناچنے لگی۔ تمام بنا بنایا کھیل بگڑ گیا۔ مفتی صاحب کو لینے کے دینے پڑ گئے۔ اور نبوت مثیلِ محمد حاصل ہونے کی بجائے ان کو حد درجہ پریشانی و پشیمانی حاصل ہوئی اور رسوائی و بدنامی مستزاد میں رہے..... اب۔

گل و گل چیں کا گلہ بلبل خوش لہجہ نہ کر
تو گرفتار ہوئی اپنی صدا کے باعث

قارئین کرام! دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مفتی رشید احمد صاحب کو ان کی اپنی نامراد کتاب "انوار الرشید" کے شر سے اور ہم سب کو نفس و شیطان کے شر سے محفوظ رکھے۔ آمین

یَارَبَّ الْعَالَمِیْنَ بِجَاہِ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ بِرَحْمَتِکَ یَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِیْنَ○

نوٹ○ مفتی رشید احمد صاحب لدھیانوی کی کتاب "انوار الرشید" آپ اس پتہ سے منگا سکتے ہیں:۔

سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی

مفتی رشید احمد صاحب کے معتقدین سے چند مختصر سوالات

س ۱ فرمایئے کہ کیا مفتی رشید احمد صاحب کی کتاب "انوار الرشید" بالکل صحیح اور درست کتاب ہے؟

س ۲ کیا مفتی رشید احمد صاحب نے اپنی اس کتاب میں واشگاف غلطیاں نہیں کیں؟

س ۳ کیا خواب میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم ایک کٹر کافر مسنز ریگن کی شکل و صورت میں آسکتے ہیں؟

س ۴ کیا مفتی رشید احمد صاحب کا حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے ہم شکل ہونے کا دعویٰ درست ہے؟

س ۵ کیا مفتی رشید احمد صاحب حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اور مرتبے کو پہنچ سکتے ہیں؟

س ۶ فرمایئے کہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین اور گستاخی کرنے والا کون ہوتا ہے؟

س ۷ کیا مفتی رشید احمد صاحب انبیاء علیہم السلام کی طرح سچ مچ جامع جمیع صفات ہیں؟

س ۸ کیا مفتی رشید احمد صاحب حضرت یوسف علیہ السلام کی طرح معصوم ہیں؟

س ۹ کیا مفتی رشید احمد صاحب کے دل پر آیات قرآنی کا ورود (نزول) ہوتا ہے؟

س ۱۰ کیا مفتی رشید احمد صاحب کا سن پیدائش اسلامی اور انگریزی قرآن مجید میں ہے؟

س ۱۱ کیا مفتی رشید احمد صاحب زاہد ہیں یعنی تارک دنیا ہر قسم کے دنیاوی تعلق اور عیش و آسائش سے دور گدڑی پوش روکھی سوکھی پر گزارا کرنے والے ہیں؟

س ۱۲ کیا مفتی رشید احمد صاحب حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں؟

س ۱۳ کیا مفتی رشید احمد صاحب حضرت امام مالک رحمۃ اللہ جیسے ہیں؟

س ۱۴ کیا مفتی رشید احمد صاحب اپنے استادوں اور دوسرے بڑے بڑے علماء سے علم میں بڑھ کر ہیں؟

س ۱۵ فرمایئے کہ اگر اپنا ہم مسلک عالم، مولوی استاد و پیر حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں توہین و گستاخی کرے۔ اس کی عیب پوشی کرنا۔ اس کی طرفداری کرنا اور اسے حق جانب ٹھہرانا اور اسے تنبیہ نہ کرنا بے دینی اور بے ایمانی کی علامت تو نہیں؟

س ۱۶ فرمایئے کہ مفتی رشید احمد صاحب کو توہین رسالت کے ارتکاب پر تنبیہ کرنے والے مومن و مسلمان ہیں یا فاسق و فاجر؟

س ۱۷ فرمایئے کہ مفتی رشید احمد صاحب کی توہین و گستاخی دیکھ کر خاموشی اختیار کرنا کفر ہے یا اسلام؟

یہ چند مختصر سوالات ہیں۔ ان کے جوابات ہمیں درکار ہیں۔ ہم آپ کے صحیح جوابات کے منتظر ہوں گے۔ شکریہ......!

خیر اندیش ○ عبد الغفور

مہتمم مدرسہ تحفیظ القرآن والعلوم الشرعیہ

عیدگاہ ۔ صادق آباد

نذیر الحق دشتی النقشبندی کی مطبوعہ کتابیں

1- بلوچ قوم اور اس کی معرکہ آرائیاں (تاریخ بلوچ)

2- تاریخ دشتی بلوچ (تاریخ بلوچ)

3- سلطان الاذکار المعروف کمالاتِ اولیاء (تصوف)

4- فیض الامیر (تصوف)

5- راہِ اقبال (تصوف)

6- سلسلۂ خواجگانِ نقشبند (تصوف)

7- حیات و سماعِ سیّد الانبیاء (حیات النبی)

8- بلوچی شتکان (بلوچ قبائل کے ظالمانہ رواج و روایات)

9- پرافٹ کا کاروبار سُود ہے۔

10- دیہات میں نمازِ جمعہ

11- مسکانی پاڑہ کا تعارف

12- زہر بجھے تیر (تنقیدی)

13- اظہارِ خیال (نعت و نظم)

14- میرے باطنی حالات و کیفیات (رازِ باطن)

15- مدارِ جنت و جہنم یعنی مسئلہ وراثت

ملنے کا پتہ

غلام حسین خان راہی ○ گول بک ڈپو بھونگ۔ تحصیل صادق آباد (ضلع رحیم یار خان)

ناظمِ طباعت: غلام یٰسین فخری۔ مطبوعہ: سجاد پبلی کیشنز۔ فیصل روڈ رحیم یار خان
تعداد: ۵۰۰
تاریخ اشاعت: جون ۲۰۰۰ء